وسط ایشیا میں علوم عربیہ و اسلامیہ

(عہد سامانی میں)

ڈاکٹر احسان الحق ☆

عباسی سلطنت کے عروج کے زمانہ ۲۴۷ھ تک اندلس اور مراکش کے سوا باقی ساری اسلامی دنیا سندھ اور فرغانہ سے لے کر قیروان تک عباسی سلطنت کے تحت تھی لیکن عباسی سلطنت کے زوال کے بعد اتحاد و وحدت کا خاتمہ ہو گیا - جس صوبہ کو جہاں موقعہ ملا، وہاں اس نے خود مختار حکومت قائم کر لی - انہی میں وسط ایشیا کے علاقہ میں قائم ہونے والی مشہور حکومت سامانی حکومت تھی - وسط ایشیا کے ممالک تاریخ کے اس دور میں خراسان و ماوراء النھر کے نام سے پہچانے جاتے تھے - سامانی عہد میں یہ ممالک خوب پھلے پھولے - سامانیوں نے ان علاقوں پر ۲۶۱ھ سے ۳۸۹ھ تک (۱۲۸ سال) حکومت کی -

سامانی بادشاہ بلخ کے ایک فارسی النسل معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے - خلیفہ مامون الرشید اس خاندان کی ذہانت و فطانت سے بہت متاثر تھا - اور اس نے ان کی حکومت کو سند عطا کر دی - اس خاندان کا سربراہ اسد بن سامان تھا - جس کے بعد اس کے چاروں بیٹے مامون کے اطاعت گزار ہو کر اس کی طرف سے گورنر مقرر ہوئے - چنانچہ نوح سمرقند کے،

☆ شعبہ عربی، جامعہ کراچی

احمد علی فرغانہ کے ، یحیی تاشقند کے اور اسماعیل علی ہرات کے والی مقرر ہوئے - خراسان کا اطلاق وسیع و عریض رقبہ پر ہوتا تھا - مختلف جہتوں سے اس کے چار دارالخلافے تھے -

ایک نیشاپور - دوسرا مرو - تیسرا ہرات - اور چوتھا بلخ

سامانی اقتدار کا دوسرا بڑا مرکز ماوراء النھر تھا ، یہ علاقہ پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا ہے -

۱- صغد جس کے دو بڑے شہر تھے - بخارا اور سمرقند

۲- خوارزم جو خیوہ اور کیوہ بھی کہلاتا ہے -

۳- صغانیاں

۴- فرغانہ

۵- الشاش جسے آج کل تاشقند کہتے ہیں -

ماوراء النھر کے مشہور شہروں میں فرغانہ، شاش ، اسروسنہ، سمرقند، بخارا، فاراب، ترمذ ، زمخشر اور جرجانیہ ہیں -

مقدسی خراسان و ماوراء النھر کو "اکلیم مشرق" کے نام سے یاد کرتا ہے - مقدسی نے سامانی عہد میں اس علاقہ کا سفر کیا اور اپنے تاثرات یوں بیان کئے :-

" انّه اجلّ الاقاليم و اكثرها أجلة و علماء ، و هو معدن الخير و مستقر العلم و ركن الاسلام المحكم و حصنة الا عظم ملكه خير الملوك و جنده خير الحنود فيه يبلغ الفقهاء درجة الملوك "(۱)

" بیشک یہ عظیم خطہ ہے - علماء و فضلا کی کثیر تعداد یہاں ہے - یہ بھلائی کا معدن ، علم کا مرکز ، اسلام کا مضبوط ستون اور عظیم قلعہ ہے - اس کا بادشاہ نیک اور اس کی فوج بہترین فوج ہے - اس میں فقہا کا مقام بادشاہوں جیسا ہے " -

مقدسی کہتا ہے کہ میں نے عضد الدولہ کے ذخیرۂ کتب میں خراسان کی یہ تعریف پڑھی -

" خراسان فی غذا الهواء ، و طيب الماء ، وصحة التربة، و احكام الصنعة، و تمام الخلقة ، و جودة السّلاح و التجارة والعلم والعفّة و الدّراية ترس فی وجه الترك" (۲)

خراسان اپنی آب و ہوا کی عمدگی، زرخیز زمین، مضبوط صنعت ، کمال خلقت، عمدہ اسلحہ و تجارت ، علم و عفت اور درایت کے لحاظ سے ترکوں کے مقابلہ کی ڈھال ہے " -

اہل خراسان کی مزید تعریف کرتے ہوئے مقدسی لکھتا ہے کہ :-

" اہل خراسان نہایت تفقہ کے مالک ، حق کو مضبوطی سے پکڑنے والے اور خیر و شر کو خوب پہچاننے والے ہیں - رسم و رواج میں عربوں کے زیادہ قریب ہیں - علماء و فضلا کثیر علم کے ساتھ ساتھ عجیب و غریب حافظہ کے مالک، صائب الرّائے اور مرفہ الحال ہیں - خراسان ہی میں مرو ہے جس سے دنیا قائم ہے - بلخ ہے جو مقصود جہاں ہے اور نیشاپور ہے جو ناقابل فراموش ہے - یہود کثیر تعداد میں ہیں اور نصاری قلیل ہیں - اولاد علی اوج کمال پر ہے - ان کا مسلک درست اور سیدھا ہے - خوارج سجستان اور ہرات کے نواح میں کثیر تعداد میں ہیں - معتزلہ کا غلبہ نیشاپور میں ہے - مجموعی طور پر امام ابو حنیفہ کے مسلک پر عمل کیا جاتا ہے - سوائے شاش ، طوس ، نسا اور ابیورد کے ، کہ یہاں کے باشندے شافعی ہیں -

یہ لوگ مختلف زبانیں بولتے ہیں - نیشا پور کی زبان فصیح اور سمجھ میں آنے والی ہے-سوائے اس کے کہ یہ لوگ کلمات کے اوائل کو توڑتے ہیں اور ان کے لہجے میں لوچ ہے- اہل طوس و نسا خوبصورت زبان بولتے ہیں - سجستان کی زبان اجڈ اور اکھڑ پن لئے ہوئے ہے - جو ان کے دلوں کی تنگی پر دلالت کرتی ہے - اہل بست کی زبان عمدہ ہے - اور ہرات والوں کی زبان میں دہقانیت ہے - اہل بلخ فصیح اللسان ہیں - اگرچہ ان کی زبان میں کلمات سب

وشتم بہت زیادہ ہیں - اس علاقہ میں مذہبی عصبیتیں بہت ہیں - شیعہ ،کرامیہ ، شافعیوں اور حنفیوں کے درمیان معرکہ آرائیاں ہوئی ہیں - جس میں بعض دفعہ حکومت وقت کو مداخلت کرنا پڑتی ہے - سامانی بادشاہ اپنی سیرت و کردار اور رعب و دبدبہ، نیز اہل علم کی پذیرائی وقدردانی میں اپنی مثال آپ ہیں - اسی وجہ سے مثل مشہور ہے -

" لو أنّ شجرة خرجت علی آل سامان ییبست "

اگر کوئی درخت بھی آل سامان کے خلاف خروج کرے گا تو مرجھا جائے گا (۳)۔

محدّثین :-

مقدسی کی اس گواہی کے بعد وسطی ایشیا کی علمی خدمات پر طاہرانہ نظر ڈالتے ہوئے ہم سب سے پہلے طبقہ محدثین کا ذکر کریں گے ، جنھوں نے علم دین کی عظیم خدمت انجام دی اور علم کی خاطر دور دراز ممالک کا سفر اختیار کیا، انہی میں سرفہرست امام بخاری ہیں جنھوں نے علم کی خاطر اپنے وطن بخارا سے عراق ، شام، حجاز اور مصر کا سفر کیا اور احادیث کی اسناد، متن، رجال حدیث اور ان کے احوال جمع کئے اور ان کے حفظ اور ثقاہت کے بارے میں معلومات اکٹھا کیں - کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دس سال کی عمر میں احادیث کا اچھا خاصا ذخیرہ زبانی یاد کر لیا تھا - اور جب سولہ سال کے ہوئے تو کتب حدیث زبانی یاد کرنا شروع کیں - پھر اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے ہمراہ مکہ تشریف لے گئے - مکہ و مدینہ کے محدّثین سے طلب حدیث کی پھر ملکوں ملکوں پھرے اور احادیث جمع کیں ، آخرکار چھ لاکھ احادیث کے ذخیرے سے کڑی شرائط پر اپنے مجموعہ کو ترتیب دیا- صحیح بخاری کی تدوین میں سولہ سال صرف ہوئے اور یہ مجموعہ اقصائے عالم میں مشہور ہوا - بصرہ و بغداد، رے و خراسان، ماوراء النھر و نیشاپور میں اسے قبول عام حاصل ہوا - ہزاروں علما اس سے مستفید ہوئے - آخر عمر

میں فتنہ خلق قرآن کے باعث امام بخاری بخارا بدر کئے گئے اور خرتنک سمرقند کے ایک گاؤں میں ۲۵۶ھ میں وفات پائی ۔

نیشاپور میں امام مسلم بن الحجاج نیشاپوری "صحیح مسلم" کے حوالہ سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے بھی امام بخاری کی طرح حجاز، عراق، شام اور مصر کا سفر کیا اور تین لاکھ احادیث سے صحیح احادیث کا انتخاب کر کے اپنا مجموعہ "صحیح مسلم" مرتب کیا۔ بعض محدثین صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر بعض وجوہ کی بناء پر ترجیح دیتے ہیں ۔ صحیح مسلم اپنی عمدہ ترتیب، کثرت طرق اور روایت میں محافظت الفاظ کی بناء پر یقیناً امتیازی شان رکھتی ہے ۔ یہ کتاب نیشاپور میں حدیث کے میدان میں ایک بڑی علمی تحریک کا باعث بنی اور خلق خدا نے اس سے فائدہ اٹھایا ۔ امام بخاری و مسلم کی ان خدمات سے اس خطہ میں علم حدیث سے ایک خصوصی شغف پیدا ہو گیا ۔ آج تذکرہ محدثین میں ہم محدثین کی ایک کثیر تعداد ایسی پاتے ہیں جن کا تعلق اس خطہ بالخصوص نیشاپور سے ہے[۴] ۔

فقہ :-

فقہ کے میدان میں ابو حاتم محمد بن حبان التمیمی السمرقندی جیسے لوگ پیدا ہوئے، حدیث اور جرح و تعدیل میں بھی آپ نمایاں مقام رکھتے تھے ۔ آپ نے شاش اور اسکندریہ کے سینکڑوں شیوخ سے تعلیم حاصل کی پھر سمرقند کے قاضی ہو گئے ۔ ۳۵۴ھ میں وفات پائی ۔ اسی طرح اس خطہ کے امام ابوبکر محمد بن المنذر نیشاپوری بھی معرفت حدیث کے ساتھ ساتھ اجتہادی صلاحیتوں کے مالک تھے، ۳۱۶ھ میں انتقال ہوا ۔

اس خطہ کے شافعی اور حنفی علما بھی اسلامی بلاد و امصار میں اپنے علم اور تفقہ کی وجہ سے مشہور ہوئے ۔ شوافع کے بڑے علما میں محمد بن علی القفال الشاشی قابل ذکر ہیں ۔ جو ماوراء النہر میں امام وقت سمجھے جاتے تھے ۔ شافعی مسلک کی اشاعت میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے ۔ فقہ و اصول میں آپ کی متعدد تصانیف ہیں ۔ ۳۶۵ھ میں شاش میں انتقال ہوا ۔

ابوبکر بن فورک بھی بہت بڑے اصولی اور متکلم تھے - نیشاپور کے مدرسہ میں درس دیتے تھے - تقریبا سو کتابوں کے مصنف ہیں - ۴۰۶ھ میں نیشاپور میں وفات پائی -

ابوبکر احمد بن حسین البیہقی الحافظ الشافعی کا تعلق نیشاپور کے قریب بیہق سے ہے - علم کی طلب میں ملکوں ملکوں پھرے - آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے امام شافعی کے اقوال کو دس جلدوں میں جمع کیا ، آپ کی مشہور تصانیف میں سنن کبیر، سنن صغیر ، دلائل النبوۃ ، مناقب الشافعی اور مناقب امام احمد بن حنبل ہیں - تدریس کے لئے آپ نیشاپور طلب کئے گئے اور وہیں ۴۵۸ھ میں وفات پائی -

حنفیہ میں امام ابو منصور ماتریدی قابل ذکر ہیں - وہ علم کلام میں احناف کے لئے ایسے ہی مقام رکھتے ہیں جیسے امام اشعری کا شوافع میں ایک ممتاز مقام ہے - آپ کی مشہور کتب میں "کتاب التوحید"، "اوھام المعتزلہ"، "مآخذ الشرائع فی الفقہ الجدل فی اصول الفقہ" وغیرہ ہیں - ۳۳۳ھ میں وفات ہوئی ، ماترید کی طرف نسبت رکھتے تھے جو سمرقند کا ایک محلہ ہے -

یہ مختصرا چند مثالیں ہیں ، ان علماء و محدثین اور فقہاء کی جو اس خطہ نے پیدا کئے - اس کے علاوہ بھی محدثین و فقہا کی تصانیف میں کثیر تعداد میں ایسے افراد کے نام ملتے ہیں جو ان علاقوں کی طرف نسبت رکھتے ہیں - یہ نسبتیں وسط ایشیا کے اس خطہ کی مردم خیزی پر دلالت کرتی ہیں - جیسے بلخی، سرخسی، خوارزمی، سمرقندی، فارابی، بخاری، ترمذی، باغانی، ابیوردی، قاشانی، شاشی ، نیشاپوری، مروزی، ہروی، فرغانی، زمخشری ، صغدی، بیہقی وغیرہ -

تصوف :-

مصر و عراق کی طرح تصوف کو بھی اس خطہ میں فروغ حاصل ہوا- مشہور صوفی شفیق بلخی کا تعلق اسی علاقہ سے ہے - ۱۵۳ھ میں وفات پائی ، پھر انہی ملکوں میں تصوف کی تحریک جاری رہی اور ابو حفص عمر بن سالم الحداد نیشاپوری متوفی ۲۷۰ھ ابو تراب نخشبی ؛

ابو علی الجوزجانی ، ابوبکر محمد بن عمر الحکیم الوراق ترمذی، ابو عبداللہ محمد بن منازل نیشاپوری (سلسل ملامتیہ کے شیخ) اور ابوالعباس بن القاسم بن مہدی جیسے صوفیا اور زہاد پیدا ہوئے(۵)۔

فلسفہ :-

جہاں تک فلسفہ کی تحریک کا تعلق ہے تو اس میں دو نمایاں شخصیات ابو زید بلخی اور ابوالقاسم کعبی کی ہیں - ابو زید احمد بن سہل البلخی نے علم شریعت اور ادب و فلسفہ کو جمع کیا- ابو حیان توحیدی فرماتے ہیں -

" میری رائے میں متقدمین و متاخرین میں تین اشخاص ایسے ہیں کہ اگر کونین کے علما و فضلا ان کی مدح و تعریف کریں اور فضائل علم و اخلاق میں ان کی خدمات کا ذکر کریں اور ان کی تصانیف و رسائل کا احاطہ کریں تو ان میں سے کسی کی خدمات کا حق ادا نہ ہوگا - ان میں پہلے ابو عثمان عمرو بن الجاحظ ہیں - دوسرے ابو حنیفہ الدینوری اور تیسرے ابو زید احمد بن سہل بلخی ہیں - ابو حنیفہ الدینوری نادرہ روزگار شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے فلاسفہ کی حکمت اور عربوں کی بلاغت کو جمع کیا - ابو زید احمد بن سہل بلخی وہ نادرہ روزگار شخصیت ہیں کہ جو کوئی شخص علوم کی اقسام میں ، قوموں کے رویوں اور اخلاق میں اور نظم قرآن کے موضوع پر ان کی تحریروں کا مطالعہ کرے گا - اس پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ وہ علم کا سمندر ہیں، عالموں کے عالم ہیں، جنہوں نے فلسفہ و شریعت کو یکجا کر دیا "(٦)

ابو زید احمد بن سہل بلخ میں پیدا ہوئے، عراق کا سفر کیا اور آٹھ سال حصول علم میں بسر کئے - پھر اپنے علاقہ لوٹ آئے - انہیں خراسان کا " حافظ " بھی کہا جاتا ہے ، مختلف علوم میں ساٹھ کتب تصنیف کیں - جن میں کتاب " نظم قرآن " بھی ہے - یہ اپنے موضوع پر منفرد کتاب ہے - مصنف نے نہایت لطیف و دقیق پیرایہ میں گفتگو کی ہے اور نظم قرآن کے

اسرار و رموز کی نقاب کشائی کی - مصنف قرآن میں جدل کے قائل نہیں ، بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت دینے میں بھی کبیدہ ہوتے ہیں - عرب و عجم کی مفاخرت کو بھی ناپسند کرتے ہیں - ان کا خیال ہے کہ ان تینوں موضوعات پر مناظرہ و بحث کا کوئی فائدہ نہیں - ان کی تصانیف میں "کتاب اقسام العلوم "، " شرائع الدیان" ، "کتاب السیاستہ الکبیروالصغیر " ، "حدودالفلسفۃ"، "کتاب الرد علی عبدۃ الاوثان " اور کتاب " اخلاق الامم" قابل ذکر ہیں - مصنف جغرافیہ میں دسترس رکھتے تھے - چنانچہ " صورالاقالیم" کے نام سے آپ نے کتاب لکھی جو رنگین نقشوں سے مزین ہے - آپ کا ۳۲۲ھ میں بلخ میں انتقال ہوا(۷)۔

ابوالقاسم عبداللہ بن احمد الکعبی کا تعلق بھی بلخ سے تھا - آپ ابوزید کے معاصر اور دوست تھے - علم کلام کے ماہر اور معتزلہ کے امام سمجھے جاتے ہیں - آپ ایک خاص مسلک کے بانی ہیں جو "کعبیہ" کہلاتا ہے - ۳۱۷ھ میں ان کا انتقال ہوا - ان دو سرداران علم کی کوششوں سے اس خطہ میں حکمت و تعقل کی جو تحریک چلی اس کا تاج مشہور فلسفی ابن سینا ہے - جو مملکت سامانیہ کا در شہوار ہے - ابو علی الحسین بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن سینا عہد سامانی کی علمی تحریک کی نمایاں ترین شخصیت ہے - جن کی کتاب " القانون فی الطب" آج بھی مشرق و مغرب کے اہل علم کا مرجع ہے - ابن سینا اپنے شاگرد ابو عبید جوزجانی کے حوالہ سے اپنے حالات خود بیان کرتے ہیں :-

" میرے والد کا تعلق بلخ سے تھا ، نوح بن منصور سامانی کے دور میں وہ بلخ سے بخارا منتقل ہوئے - وہاں کے ایک گاؤں میں کام کاج کرنے لگے - میری قرآن اور ادب کی تعلیم کے لئے اتالیق مقرر کیا گیا - میرے والد مصریوں(فاطمیوں) کی دعوت پر لبیک کہنے والے اسماعیلی شمار کئے جاتے تھے - میں نے ان سے نفس و عقل کے موضوع پر اسماعیلی نقطہ نظر کی حامل گفتگو سنی یہی حال میرے بھائی کا تھا - بسا اوقات میں ان کا آپس کا مذاکرہ سنتا اور جو وہ کہتے اسے پانے کی کوشش کرتا تو میرا دل اسے قبول نہ کرتا پھر وہ مجھے اپنا موقف اختیار کرنے کی دعوت دینے لگے - ان کی زبانوں پر فلسفہ ، ہندسہ اور ہیئت کے مسائل ہوتے جبکہ میں فقہ سے دلچسپی رکھتا تھا - پھر ابو عبداللہ ناتلی بخارا آئے - جو فلسفی سمجھے جاتے تھے -

میرے والد نے میرے استفادہ کے لئے انھیں اپنے گھر ٹھہرایا - چنانچہ میں نے ایسا غوجی پڑھنا شروع کی اور جو مسئلہ بھی پڑھتا اس سے بہتر میں خود تصور کر لیتا - پھر میں نے خود اپنی تعلیم کا اہتمام کیا اور شرحوں کا مطالعہ کرنے لگا- یہاں تک کہ میں علم منطق میں پختہ ہو گیا - اسی طرح اقلیدس کی کتاب کی پانچ یا چھ شکلیں پڑھیں پھر باقی کتاب خود حل کر لی - پھر مجسطی شروع کی اور طبیعیات و الہیات کی نصوص و شروح کا خود مطالعہ شروع کیا - علم کے دروازے مجھ پر کھلنے لگے - پھر میں علم طب کی طرف راغب ہوا اور مریضوں کی دیکھ بھال شروع کی اور ایسے ایسے تجربات کا سابقہ ہوا جو ناقابل بیان ہیں - ان سب علوم کے ساتھ ساتھ میں فقہ کی طرف متوجہ رہا اور اس میں غور و فکر کرتا رہا -

میں نے ارسطو کی مابعد الطبیعات پڑھی تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا اور مایوسی طاری ہو گئی - پھر میں نے اسے چالیس مرتبہ پڑھا یہاں تک کہ مجھے یاد ہو گئی - میں نے کہا کہ یہ کتاب سمجھی نہیں جا سکتی - ایک دن میرا گزر وراقین (کتب فروش) کے پاس ہوا تو ایک وراق نے ایک مجلد کتاب خریدنے پر اصرار کیا اور کہا کہ یہ سستی ہے تو میں نے تین دراہم میں خرید لی - کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مابعد الطبیعات کے مقاصد میں فارابی کی کتاب ہے - میں اسے گھر لے آیا - اور جلدی سے پڑھ ڈالا تو اس وقت ارسطو کی مابعد الطبیعات کے عقدے مجھ پر کھلے کیونکہ وہ مجھے زبانی یاد تھی ---- اس وقت بخارا کا سلطان نوح بن منصور سامانی اچانک بیمار پڑ گیا - چنانچہ علاج کے لئے اطبا طلب کئے گئے - میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک دن موقعہ پا کر میں نے سلطان سے ان کے کتب خانہ میں داخلہ کی اور علم طب کی کتابوں کے مطالعے کی اجازت طلب کی تو بادشاہ نے اجازت دے دی ، میں جب کتب خانہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ ایک بڑی عمارت ہے جس میں کئی گھر ہیں اور ہر گھر میں کتابوں کے بھرے ہوئے صندوق ہیں جو ترتیب کے ساتھ اوپر تلے رکھے ہوئے ہیں - ایک میں عربی ادب اور شعر کی کتابیں ہیں اور دوسرے میں فقہ کی کتابیں ہیں - اس طرح ہر گھر ایک الگ علم کی کتب پر مشتمل تھا - چنانچہ میں نے متقدمین کی کتب کی فہرست کا مطالعہ کیا اور جن کتب کی مجھے ضرورت تھی وہ میں نے طلب کیں - میں نے ایسی ایسی کتابیں

دیکھیں جو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں اور نہ اس کے بعد دیکھیں چنانچہ میں نے ان کتب کو پڑھا اور ان کے فوائد سے فیض یاب ہوا اور ہر شخص کے علمی مرتبہ سے آگاہ ہوا۔۔۔۔ الی آخرہ(۸)۔

ابن سینا نے امیر غزنہ محمود بن سبکتگین کے ہاتھوں بخارا کا سقوط دیکھا اور رے اور ہمدان کا سفر کیا۔ اپنے عہد کے متعدد جلیل القدر علما سے ملا۔ انہیں میں البیرونی، ابوالخیر بن انمار اور ابوالقاسم کرمانی ہیں ۔ ابن سینا کی تصانیف نے وہ شہرت پائی جو فلاسفہ شرق میں کسی اور فرد کو نصیب نہیں ہوئی ۔ کتاب القانون کے علاوہ "الشفا"، "اشارات" اور "نجات" ہر اس شخص کا مرجع رہی ہیں جس نے اسلامی فلسفہ کا مطالعہ کیا ۔ ابن سینا ۳۷۰ھ سے ۴۲۸ھ تک زندہ رہے ۔

شاعری :-

شاعری میں اس خطہ میں عراق و فارس کے اسالیب اختیار کیے گئے ۔ تخیل کی جولانی، مبالغہ کی گہرائی اور تشبیہات میں تنوع ان کی شاعری کی خصوصیات تھیں ۔ سامانی بادشاہوں نے ادب و شعر کی خصوصی سرپرستی کی ۔ خاص طور پر وزیر بلعمی اور ابو عبداللہ البلعمی کے آباء و اجداد کا تعلق عرب کے قبیلہ تمیم سے تھا ۔ وہ عقل، رائے ، علم اور اہل علم کی قدردانی میں اپنے زمانہ میں منفرد تھے ۔ انھوں نے تاریخ طبری کا فارسی میں ترجمہ کیا ۔ جیہانی جن کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن احمد الجیہانی ہے ۔ وہ بڑے ادیب، بلند مرتبہ شخصیت اور جرات مند انسان تھے ۔ ان دونوں شخصیتوں نے بخارا میں علمی و ادبی تحریک کو مہمیز دی۔

سامانی عہد کے متعدد شعرا کا تذکرہ ثعالبی نے اپنی مشہور تصنیف "یتیمۃ الدھر" میں کیا ہے ۔ ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر محمد بن موسیٰ الحدادی بلخی ہیں ۔ کہا جاتا ہے بلخ نے چار شخصیتیں پیدا کیں ۔ علم کلام میں ابوالقاسم کعبی، بلاغت میں ابو زید بلخی ، فارسی شاعری میں سہل بن حسن اور عربی شاعری میں محمد بن موسیٰ ہیں ۔ ثعالبی کا قول ہے

" كانت بخارى في الدولة السامانية مثابة المجد، و كعبة الملك ومجمع افراد الزمان، و مطلع نجوم ادباء الارض ، و موسم فضلاء الدّهر(۹)"

عہد سامانی میں بخارا بزرگی کا ٹھکانہ، اقتدار کا کعبہ اور نابغہ روزگار شخصیتوں کا سنگم اور جہان ادب کے ستاروں کا مطلع اور فاضلان دھر کے لئے سازگار مقام تھا-

اس خطہ نے دو مشہور ادیب پیدا کئے - ابوبکر الخوارزمی اور بدیع الزمان ہمدانی---- ابوبکر محمد بن العباس الخوارزمی کا تعلق خوارزم سے تھا پھر یہ شام چلے گئے اور حلب میں سیف الدولہ کے مہمان ہوئے اور رے میں صاحب بن عباد کے ہاں ٹھہرے پھر نیشاپور لوٹ آئے اور ۳۸۳ھ میں انتقال کیا-

دوسرے مشہور ادیب بدیع الزمان ہمدانی ہیں - ابوالفضل احمد بن الحسن ہمدان میں پیدا ہوئے - ۳۸۲ھ میں نیشاپور گئے اور اپنے مشہور "مقامات" لکھے - مقامات کی صنف میں بدیع الزمان ہمدانی نے خصوصی مقام حاصل کیا جو ان کے حسن خیال ، دقت نظر، ادبی تخلیق میں مہارت اور گردش ایام کے نشیب و فراز پر ان کی گہری نظر پر دلالت کرتا ہے ، اسی صنف کو بعد میں حریری نے اپنایا اور " مقامات حریری" نے عربی ادب میں نقش دوام حاصل کیا-

لغت :-

اسی عہد میں ایک اور بڑا نام عبدالملک الثعالبی النیشاپوری کا ہے - ثعالبی نابغہ روزگار شخصیت تھے ، لغت، علم و ادب اور تاریخ میں انہیں خصوصی مقام حاصل ہے - انھوں نے مشہور کتاب "فقہ اللغہ" میں معجم کی تدوین کا ایک نیا تصور دیا اور وہ یہ کہ کلمات کو موضوعات کے اعتبار سے ایک ہی جگہ جمع کر دیا جائے - بعینہ یہ خیال ابن سیدہ کو اندلس میں آیا - چنانچہ ثعالبی نے "فقہ اللغہ" اور ابن سیدہ نے " المخصص" لکھی ، دونوں مصنفین ہم عصر ہیں - ثعالبی

کی وفات ۴۲۹ھ اور ابن سیدہ کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی- ثعالبی کی دوسری مشہور تصنیف "یتیمۃالدھر فی محاسن اھل العصر" ہے جس میں چوتھی صدی ہجری کے ادباء کا تذکرہ ہے- مصنفہ کی دیگر تصانیف میں " اعجاز و ایجاز" ، "خاص الخاص" ، "ثمارالقلوب فی المضاف والمنسوب" ، " من غائب عنہ المطرب " ، " نثرالنظم" ، "حل العقد" ، " غرر اخبار ملوک الفرس" ، اہم اور اپنے موضوع پر مفید کتابیں ہیں(۱۰) -

اس خطبہ سے لغت کے ائمہ میں ازہری کا نام شہرہ آفاق حیثیت کا حامل ہے - ابو منصور محمد بن احمد ابن الازھر کا تعلق ہرات سے ہے - یہیں پیدا ہوئے اور یہیں انتقال ہوا- حصول علم کے لئے عراق تشریف لے گئے اور ابن درید جیسے علمائے لغت سے تلمذ اختیار کیا- پھر لغت کی جمع و تدوین کے لئے ملکوں ملکوں سفر کیا- یہاں تک کہ قرامطہ کے ہاتھوں گرفتار ہوئے- یہ اسیری آپ کے لغت کی تدوین کے مقصد میں معاون ثابت ہوئی- جن بدوی قبائل نے آپ کو قید کیا تھا وہ نہایت فصیح اللسان تھے - ان کی گفتگو میں کوئی لحن یا فاش غلطی نہیں ہوتی تھی - چنانچہ ازھری نے بے شمار الفاظ اور نادر کلمات اپنی کتاب میں داخل کئے - "تہذیب اللغۃ" دس جلدوں میں مرتب کی گئی - بعد میں ابن منظور کی "لسان العرب" کا سب سے بڑا مرجع " تہذیب " ہی ٹھہری- ابن منظور نے مقدمہ میں لکھا :-

" میں نے ابو منصور ازھری کی "تہذیب اللغۃ" سے زیادہ خوبصورت اور ابن سیدہ کی "المحکم" سے زیادہ کامل کوئی کتاب نہیں پائی - یہ دونوں کتابیں لغت کی امہات کتب میں ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ صرف راستہ کی گھاٹیاں ہیں" (۱۱) - ازھری کا انتقال ۳۷۰ھ میں ہوا (۱۱الف) -

اسی طرح "جوھری" ، " صحاح" کے مصنف ہیں - انھوں نے اپنی معجم کی ترتیب میں جدید اور نادر اسلوب اختیار کیا کہ جسے بعد میں "قاموس" اور " لسان العرب " کے مولفوں نے اپنایا - جوھری جن کا اصل نام اسماعیل بن حماد ہے فاراب سے تعلق رکھتے ہیں - عرب ملکوں کا سفر کیا اور ربیعہ و مضر قبائل کے درمیان رہ کر لغت کی تدوین کی پھر وہ نیشاپور

لوٹے اور اپنی کتاب " الصحاح" مرتب کی جو لغت کی امہات کتب میں ہے - ان کا انتقال ۳۹۸ھ میں ہوا(۱۲)۔

علمائے لغت و ادب میں اسی خطہ سے ایک اور بڑے عالم الزوزنی ہیں - ابو عمرو احمد بن محمد بن ابراہیم کا تعلق زوزن سے ہے - جو نیشاپور اور ہرات کے درمیان ایک چھوٹا سا شہر تھا - " زوزن " کو " چھوٹا بصرہ " بھی کہتے ہیں - کیونکہ اس قصبہ میں اتنے علما و فضلا پیدا ہوئے کہ اس کی طرف نسبت بھی باعث اعزاز ہوئی - زوزن کی " شرح المعلقات السبع "مختصر اور مفید شرح ہے - جو زوزن کی علم لغت، نحو و صرف ، اور حسن ذوق پر دلالت کرتی ہے(۱۳)۔

اس خطہ کی علمی تحریک میں ان امرا و حکام کا بھی بڑا حصہ ہے - جنھوں نے امارت کے ساتھ ساتھ علم و ادب کی سرپرستی بھی کی - ان میں خلفاء بنو عباس کی نسل سے وہ گروہ نمایاں تھا جو اپنے اجداد اور خراسانیوں کے درمیان مضبوط روابط سے آگاہ تھا - کیونکہ خراسانی سلطنت عباسیہ کے ستون تھے - چنانچہ عباسی خلفا کے بیٹے جب کبھی خراسان آئے تو اہل خراسان ان پر دل و جان نچھاور کرتے- ان میں سب سے زیادہ شہرت پانے والے ابو طالب عبدالسلام بن الحسین المامونی ہیں جو مامون کی نسل سے تھے - ثعالبی کہتے ہیں کہ :-

> " میں نے مامونی کو بخارا میں (۳۸۲ھ) دیکھااور جی بھر کے ان کے ساتھ رہا- ان کی شاعری سنی اور اسے اپنے پاس نوٹ کیا - مامونی چاہتے تھے کہ وہ خراسان میں لشکر ترتیب دے کر بغداد فتح کریں لیکن موت ان کی آرزو کے آڑے آئی- اور وہ ۳۸۳ھ میں بمشکل چالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے "-

غیر عباسی امراء میں آل میکال نے شہرت پائی - آل میکال خراسان کے اشراف کا ایک بڑا خاندان تھا-

ابوالفضل عبیداللہ بن احمد المیکالی اور ابو محمد عبداللہ بن اسماعیل المیکالی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ، ان عباسی و غیر عباسی امرا نے اپنے مال خرچ کر کے ایک عظیم علمی و ادبی تحریک کی سرپرستی کی اور اسے اپنی عملی راہنمائی فراہم کی - چنانچہ مصنفین انہیں اپنے قصائد اور تصانیف تحفہ میں پیش کرتے اور مالامال ہو جاتے - مثلاً ابن درید ابوالفضل المیکالی کی خدمت میں " الجمہرۃ" پیش کرتا ہے اور اپنا مشہور قصیدہ " یاظبیة اشبه شئی بالمہا " ابوالفضل کی تعریف میں کہتا ہے جس میں آل میکال کی تعریف میں شعر ملاحظہ ہو :-

انّ ابن میکال الامیر انتاشنی

من بعد ما قد کنت کالشئی اللّقا

" بیشک امیر ابن میکال نے مجھے (گمنامی سے) نکالا - جب کہ میں گری پڑی چیز کی مانند تھا "

اسی طرح ابو منصور الثعالبی " لطائف المعارف" صاحب بن عباد کے لئے لکھتا ہے اور " فقہ اللغۃ " اور " سحر البلاغہ " ابوالفضل المیکالی کے لئے اور " النھایۃ فی الکنایۃ " مامون بن مامون امیر خوارزم کے لئے لکھتا ہے(۱۴) -

مختصر یہ کہ وسط ایشیا کی سامانی سلطنت نے اپنے فارسی مزاج کے باوجود عربی ادب ، اسلامی علوم اور اسلامی فلسفہ کی وہ خدمات انجام دیں - جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا -

حوالہ جات و حواشی

۱- المقدسی المعروف بالبشاری ، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر: " احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" ، مطبعة بریل مدینة لیدن المحروسة ، سنہ ۱۹۰۹ء ، ص-۲۹۴

۲- نفس المصدر : ص ۲۹۴

۳- نفس المصدر : ص ۲۹۵

۴- ابن حجر، الامام ، الحافظ ، احمد بن علی العسقلانی: تہذیب التہذیب، (مجلس دائرۃ المعارف النّظامیۃ) ، حیدر آباد دکن ۱۳۲۵ء ، ج - ۱ ، ص - ۲۵

۵- ابو عبدالرحمان ا لسلمی ، طبقات الصوفیہ، (دارالکتاب العربی مصر) ۱۳۷۲ھ ، ص-۶۱-۹۱

۶- ابو حیان التوحیدی، علی بن محمد : کتاب ارشاد الادیب الی معرۃ الاریب، معجم الادباء و طبقات الادباء ، (مطبعۃ ہندیۃ بالمویکی ، مصر ۱۹۲۳) ج- ۱، ص - ۱۲۵

۷- ابن ندیم، محمد بن اسحاق : الفہرست(ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور) ترجمہ : مولانا محمد اسحاق بھٹی، جون ۱۹۶۹ء ، ص - ۳۱۹

۸- ابن ابی ا صیبعۃ ، ابو العبّاس احمد بن القاسم بن خلیفۃ : عیون الانباء فی طبقات الاطباء ، (دارلحیاۃ ، بیروت) ۱۹۶۵ء، ج - ۲ ، ص - ۲

۹- الثعالبی، عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ابو منصور النیسابوری : یتیمۃ الدھر فی محاسن اہل العصر ، (مطبعۃ السعادۃ ، القاہرۃ) ۱۹۵۶ء ، ج ۳ ، ص - ۲

۱۰- نفس المصدر - مقدمہ

۱۱- الازھری ، محمد بن احمد، ابو منصور : تھذیب اللّغۃ ، (الدّارالمصریۃ للتالیف والترحمۃ) ۱۹۶۴ء

۱۱-(الف) ابن منظور ، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم : لسان العرب (المطبعۃ السلفیۃ) ۱۳۴۸ھ ، ج - ۱، ص - ۳

۱۲- الجوھری، اسماعیل بن حماد: الصحاح (دارالکتاب العربی مصر) ص - ۴

۱۳- الزّوزنی، عبداللہ الحسین، ابو عبداللہ : شرح المعلقات السبع (دارالقلم بیروت، لبنان) ص-۵-۶

۱۴- احمد امین: ظھر الاسلام الجزء الاول (لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر) ۱۹۴۵ ء ، ص-۲۷۵-۲۷۶

☆☆☆